جناب عبدالرشید عراقی

تذکرۃ المحدّثین

امام ابن ماجہ : ولادت ۲۰۹ھ وفات ۲۷۳ھ

محمد نام، ابو عبداللہ کنیت، ابن ماجہ لقب۔

ماجہ آپ کی والدہ کا نام تھا۔ جیسا کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے بستان المحدثین میں اس کی تصریح کی ہے۔

سنہ ۲۰۹ھ میں قزوین میں پیدا ہوئے (وفیات الاعیان، ابن خلکان ج ،ص ۲۸۴)

ابتدائی تعلیم:

امام صاحب نے ابتدائی تعلیم قزوین میں مندرجہ ذیل علمائے حدیث سے حاصل کی۔

علی محمد بن ابوالحسن طفافسی (م ۲۳۳ھ) عمرو بن رافع ابوحجر بجلی (م ۲۳۷ھ)

اسمٰعیل بن ابوسہیل قزوینی (م ۲۴۷ھ) ہارون بن موسیٰ تمیمی (م ۲۴۸ھ)

محمد بن ابی خالد قزوینی۔ (تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۵۳۱)

یہ اساتذہ قزوین میں مسند درس و افتاء پر جلوہ افروز تھے اور اساطین فن تھے۔

سماعِ حدیث کے لیے سفر:

امام ابن ماجہ کے زمانہ میں محدثین اطرافِ عالم میں پھیلے ہوئے تھے۔ اس لیے آپ نے حصولِ حدیث کے لیے خراسان، عراق، حجاز، مصر، شام، کوفہ، مکہ معظمہ، رے اور بغداد کا سفر کیا اس وقت آپ کی عمر ۲۱ سال کی تھی۔ (وفیات الاعیان)

اساتذہ و شیوخ:

آپ کے اساتذہ و شیوخ کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ آپ نے

۳۰۰ سے زیادہ شیوخ واساتذہ سے استفادہ کیا۔ تاہم آپ کے چند مشہور اساتذہ یہ ہیں:

ابراہیم بن منذر (م ۲۳۶ھ) ابوبکر بن ابی شیبہ (م ۲۳۵ھ)

جبارہ بن مغلس (م ۲۴۱ھ) داؤد بن رشید (م ۲۳۹ھ)

عبداللہ بن معاویہ (م ۲۴۳ھ) محمد بن رمح (م ۲۴۲ھ)

محمد بن عبداللہ بن نمیر (م ۲۳۴ھ) اور ہشام بن عمارہ (م ۲۴۵ھ)

(تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۲۱۰)

تلامذہ:

امام صاحب کے تلامذہ و مستفیدین کا حلقہ بھی بہت وسیع ہے۔ آپ کے مشہور تلامذہ یہ ہیں:

احمد بن ابراہیم قزوینی، اسحاق بن محمد قزوینی، جعفر بن ادریس، سلیمان بن یزید قزوینی، ابوالحسن علی بن ابراہیم قطان قزوینی، محمد بن عیسی صغار۔ (تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۵۳۱)

حدیث میں امتیاز

امام صاحب نے جب آنکھیں کھولیں تو اس وقت ہر طرف حدیث کے درس وتدریس اور اس کی کتابت وتحریر کا کام سرگرمی سے جاری تھا اور اس کی طلب وتکمیل کو فضیلت وکمال کا اصلی معیار خیال کیا جاتا تھا اس لیے ان کی دلچسپی اور توجہ کا مرکز بھی یہی فن بنا اور اکابر حفاظ ومحدثین کی کثرت کے باوجود انہوں نے اس کا اتنا امتیاز وکمال اور ایسی شہرت حاصل کی کہ ان کی علمی جلالت کا سکہ بیٹھ گیا اور بڑے بڑے ائمہ فن ان کی عظمت وبرتری کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو گئے۔

علماء کا اعترافِ کمال:

امام صاحب کے فضل وکمال اور جلالتِ شان، حفظِ حدیث کا اعتراف ہر دور کے علمائے کرام اور تذکرہ نویسوں نے کیا ہے۔

ابن خلکان فرماتے ہیں کہ:

"کان اماما فی الحدیث عارفا بعلومه وجمیع ما یتعلق"

(وفیات الاعیان ج ۳ ص ۳۰۸)

"وہ فن حدیث کے امام اور اس کے متعلقات پر عبور رکھتے تھے"

علامہ ذہبی فرماتے ہیں:

"قد کان ابن ماجة حافظا صدوقا واسع العلم" (تذکرۃ الحفاظ)

"ابن ماجہ عظیم الشان حافظ، ضابط، صادق القول اور وسیع العلم تھے۔"

محدث ابویعلیٰ خلیلی کے الفاظ ہیں:

"ابن ماجة ثقة کبیر متفق علیہ محتج بہ لہ معرفۃ بالحدیث وحفظہ" (تہذیب)

"امام ابن ماجہ بلند پایہ معتبر اور لائق حجت محدث تھے۔ اُن کی عظمت و ثقاہت پر اتفاق ہے اُن کو فنِ حدیث سے پوری واقفیت تھی۔"

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:

" احد الائمہ حافظ (تہذیب التہذیب)

"آپ صاحبِ سنن، حافظِ حدیث اور امام فن تھے۔"

اخلاق و عادات:

علامہ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں:

"امام ابن ماجہ علم و فضل کی طرح تدین و تقویٰ اور زہد و ورع کے بھی جامع تھے، احکام شریعت کی شدت سے پابندی کرتے تھے اور اصول و فروع میں پورے متبع سنت تھے۔" (البدایہ والنہایہ ج ۱۱ ص ۵۲)

وفات:

امام ابن ماجہؒ نے ۲۲ رمضان المبارک ۲۷۳ھ کو ۶۴ سال میں انتقال کیا۔

تصنیفات:

امام ابن ماجہ کی علمی و تصنیفی یادگاروں میں تین اہم اور مشہور تصنیفات ہیں۔

تفسیر: اس کی اہمیت کا اندازہ علامہ ابن کثیر کے اس بیان سے ہوتا ہے۔ "ولابن ماجہ تفسیر حافل"، یعنی "ابن ماجہ کی ایک ضخیم و جامع تفسیر ہے"!

تاریخ:

آپ نے تاریخ میں بھی ایک کتاب لکھی تھی!

ابن خلکان اور ابن کثیر نے اپنی اپنی کتابوں میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔

سنن ابنِ ماجہ: سنن ابن ماجہ حدیث میں آپ کی سب سے اہم کتاب ہے۔ اس کی بدولت

آپ کو بڑی شہرت حاصل ہوئی۔ موجودہ کتب حدیث میں یہ ایک اہم اور متداول کتاب ہے اور اکثر مدارس کے نصاب میں شامل ہے اور اس کا شمار صحاح ستہ میں ہوتا ہے۔

سنن ابن ماجہ کی خصوصیات:

سنن ابن ماجہ کی افادیت اور اہمیت پر علماء و محدثین کا اتفاق ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

"کتابہ فی السنن جامع جید" (تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۳۱)

"ان کی کتاب سنن (احکام) میں ایک عمدہ جامع ہے۔"

حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں:

"سنن ابن ماجہ نہایت مفید کتاب ہے اور مسائل فقہ کے لحاظ سے اس کی ترتیب تبویب ہے اور اس کتاب سے امام صاحب کے علمی تبحر اور کثرت معلومات کا پتہ چلتا ہے۔ (الباعث الحثیث ص ۱۰)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م ۱۲۳۹ھ) فرماتے ہیں:

"وفی الواقع از حسن ترتیب اسرد احادیث بے تکرار واختصار آنچہ ایں کتاب دارد ہیچ یک از کتب ندارد۔" (بستان المحدثین ص ۱۲۵)

"فی الحقیقت احادیث کو بلا تکرار بیان کرتے ہیں اور حسن ترتیب واختصار کے لحاظ سے کوئی کتاب اس کی ہمسر نہیں ہے۔"

ترتیب و تعداد روایات:

سنن ابن ماجہ میں ۳۲ کتابیں ۱۵۰۰ ابواب اور ۴۰۰۰ احادیث ہیں جو چند کے سوا سب کی سب عمدہ ہیں۔ (بستان المحدثین ص ۱۲۵)

شروح و تعلیقات:

سنن ابن ماجہ کے ساتھ علمائے کرام نے بڑا اعتناء کیا ہے۔ اس کے متعدد حواشی و شروح لکھے، جن میں چند ایک یہ ہیں:

۱۔ مفتاح الحاجہ فی شرح ابن ماجہ۔ مولانا محمد بن عبداللہ (م ۱۳۶۶ھ) یہ شرح اصح المطابع لکھنؤ سے شائع ہوئی تھی۔ اب دوسری بار ادارہ احیاء السنہ گوجرانوالہ سے شائع ہوئی ہے۔

۲۔ شرح سنن ابن ماجہ۔ مولانا ابو سعید شرف الدین محدث دہلوی[1] (م ۱۳۸۱ھ)

۳۔ رفع الحاجہ شرح سنن ابن ماجہ۔ مولانا عبد السلام بستوی[2] (م ۱۳۹۴ھ)

---

[1] ممتاز اہلحدیث عالم استاذ العلماء، مولانا عبد الحق محدث ملتانی، مولانا حافظ عبد الوہاب اور مولانا محمد بشیر سہسوانی جیسے ممتاز علمائے کرام آپ کے اساتذہ میں شامل ہیں اور حضرت شیخ حسین عرب یمانی سے سند و اجازہ حدیث حاصل ہے۔ حضرت شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی اور صاحب عون المعبود فی شرح ابی داؤد مولانا شمس الحق ڈیانوی سے بھی استفادہ کیا۔ تنقیح الرواۃ فی تخریج احادیث المشکوٰۃ جیسی علمی و تحقیقی کتاب آپ کے قلم سے نکلی ۱۳۸۱ میں کراچی میں انتقال کیا۔

[2] ممتاز اہلحدیث عالم، درس نظامی کی تکمیل مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور سے کی اور دیوبند میں مولانا سید حسین احمد مدنی کے دور میں دورۂ حدیث پڑھا اور مدرسہ رحمانیہ میں مولانا احمد اللہ محدث دہلوی سے بھی حدیث پڑھی۔ پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل کا امتحان بھی پاس کیا تھا۔ تکمیل تعلیم کے بعد درس و تدریس کا شغل اختیار کیا اور تقریباً ۴۰ سال حدیث پڑھائی۔ صاحب تصانیف کثیرہ تھے۔ ۱۳۹۴ھ میں انتقال کیا اور اپنے آبائی گاؤں بستی (یوپی) میں دفن ہوئے۔ (عبد الرشید عراقی)